سابق صوبہ سرحد کا قانون شفعہ

اسلامی قانون شفعہ کی روشنی میں[1]

مولانا محمد عبدالقدوس شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

شریعت اسلامیہ کا قانون فقہ تیرہ سو سال تک اسلامی دنیا میں نافذ رہا اور عدل وانصاف کے بارے میں متمدن دنیا کی نصف سے زائد آبادی کی ضرورتیں اس قانون کی بدولت پوری ہوتی رہیں جب تک مسلمانوں کو سیاسی غلبہ اور استحکام حاصل رہا اس قانون کی برتری مسلم تھی اور بعض علماء کی تحقیق کے مطابق قرون وسطیٰ کے یورپین علمائے قانون، قانون روما کی تجدید واحیاء میں قانون فقہ سے استفادہ کرتے رہے۔

انیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے سیاسی استحکام میں تزلزل آیا۔ اور ان کی حیثیت بین الاقوامی سیاست میں فرد مسادی کی نہ رہی سیاسی کمزوری کے آتے ہی مسلمانوں کی ہر متاع کی قیمت گر گئی۔ اور ان کے نظام قانون اور عدالت پر بھی حرف گیری شروع ہوئی۔ خود مسلمان بھی غیروں کی حرف گیری کا اثر لینے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ اس وقت مسلم ممالک

---

[1] یہ مقالہ آل پاکستان اسلامک اسٹڈیز کانفرنس حیدرآباد میں پڑھا گیا۔

میں جو قوانین رائج ہیں ان میں اسلامی شریعت کا حصہ بہت کم ہے۔ فقہ کا بین الاقو قانون۔ قانون جرائم، قانون تجارت، قانون معاہدات اور قانون مالیات اسلامی دنیا کے تقریباً ہر گوشے میں معطل ہیں۔ صرف قانون احوال شخصیہ اور قانون مدنی کے بعض حصے اکثر اسلامی ممالک میں رائج ہیں مگر تجدد اور تحفظ کے دو عناصر میں جو کش مکش اس وقت جاری ہے اس کے غیر واضح رجحان کے پیش نظر کوئی نتیجہ اخذ کرنا قبل از وقت ہے۔

انگریزی اقتدار سے پہلے برعظیم ہند و پاکستان میں اسلامی شریعت کا قانون فقہ نافذ تھا۔ انگریزی اقتدار مسلط ہوا تو قانون فقہ کا نظام رفتہ رفتہ بدلتا رہا۔ اور انگریزی قانون اور مقامی رواج اس کی جگہ لیتے رہے یہاں تک کہ آخر میں صرف مسلم شخصی قانون محمڈن لا کے نام سے باقی رہ گیا جس میں عرف و عادت اور عدالتہائے عالیہ کے ججوں کے نقطۂ نگاہ کے مطابق ترمیمیں ہوتی رہیں۔

مملکت پاکستان کے قیام کے وقت ہمارے اسلامی قانونی ورثے میں سے صرف مسلم شخصی قانون ہی یہاں کے نظام عدالت میں باقی رہا تھا۔ باقی تمام قوانین کم از کم ان معنوں میں ضرور غیر اسلامی تھے۔ کہ ان قوانین کو وضع کرتے وقت واضعین کے سامنے یہ سوال بالکل نہ تھا کہ یہ قوانین اسلامی اصول قانون کے مطابق رہیں۔

پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی تمدن و تہذیب اور اسلامی ثقافت کی حفاظت تھی اگرچہ اس نئی مملکت کے قیام میں متعدد مختلف الخیال عناصر نے حصہ لیا ہے۔ اسلامی سوسائٹی کے بارے میں ان عناصر میں سے ہر ایک کا تصور جداگانہ ہے۔

تاہم اس میں شک نہیں کہ ان میں سے بڑا طبقہ وہی ہے جو فقہ اسلامی کے روایتی اثاثہ کو زینتِ طاق بنانے کی بجائے اس پر نظر ثانی کرنے اور مناسب ترمیموں کے ساتھ اسے پھر سے رائج کرنے کے حق میں ہے۔ اور اس کی نظر میں اسلامی ثقافت

کے تحفظ کے لئے شریعت اسلام کے عملی نفاذ کی تدبیر دیگر تمام منصوبوں پر مقدم ہے۔ اور حک و اصلاح کے ذریعہ اسلامی فقہ کی تجدید اور اس کے نفاذ پر ہی ہمارے معاشرہ کا استحکام منحصر ہے۔

پاکستان سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے اس حقیقت کا صحیح اندازہ لگایا تھا جو موصوف نے مجلس وکلاء کی صدارت کرتے ہوئے انہوں نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا کہ

"ہمارے جیسے ملک میں جہاں مملکت کا ایک سرکاری مذہب مسلم ہے۔ ہمیں اس مقبول عام مطالبہ کی اہمیت کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ملک کے تمام قوانین کا اس سرکاری مذہب کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ اس مطالبہ کے الفاظ اور اس کی تعبیر چاہے کچھ ہی ہو اور اس کی نمائندگی چاہے جس گوشے سے بھی کی جائے یہ بات بہرحال واضح ہے کہ یہ مطالبہ اس قوم کی طرف سے ہے جو یہ چاہتی ہے کہ اسکی قومی ہستی کی جڑوں کی آبیاری کر کے اس کی زندگی کو توانائی بخشی جائے۔ اس مطالبہ کے جواب میں یہ کہنا کافی نہیں کہ قوم کے پاس پہلے ہی سے ایسا سرمایہ قوانین موجود ہے جس کے مطابق وہ سالہا سال سے اطمینان کی زندگی بسر کرتی رہی ہے۔"

اس تقریر میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ

"ہمارے قوانین کو متمدن ممالک کے رائج الوقت قوانین کے ساتھ تطبیق دینا کافی نہیں کیونکہ مغربی نظام عدالت اور ان قوانین میں نمایاں فرق ہے۔ جو مشرق وسطیٰ کی تہذیب اور وہاں کے مذاہب پر مبنی ہیں۔ پاکستانی قوم کا تمدن مشرق وسطیٰ کی ثقافت سے وابستہ ہے اور جب تک

یہاں کے قوانین میں ان ثقافتوں کی روح کو سمویا نہ جائے گا اس
وقت تک عوام کی طرف سے یہ ہر دلعزیز مطالبہ باقی رہے گا۔[۹]

آنریبل چیف جسٹس کے ان ارشادات سے یہ واضح ہوتا ہے اور یہی حقیقت ہے کہ قانون کی بنیادیں کسی قوم کی ثقافت کی گہرائیوں سے اٹھتی ہیں پھر اس قانون کی یکسانی اور ہمہ گیری قوم میں وحدت کے اثرات پیدا کرتی ہے۔ اور دوسری اقوام سے کسی قوم کے قانون کا امتیاز قوم کے ثقافتی امتیاز کو جلا بخشتا ہے۔

اسلامی ثقافت کے جن عناصر نے گذشتہ چند صدیوں میں عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں اتحاد اور امتیاز کی خصوصیات پیدا کی تھیں ان عناصر میں سے ایک اہم عنصر فقہ یا اسلامی قانون شریعت بھی تھا۔ جو اسلامی ممالک کے مسلم اور غیر مسلم باشندوں کی زندگی پر اپنا اثر برابر ڈالتا رہا۔ اور جس کی بدولت اسلامی ثقافت کے یکساں خدوخال مشرق وسطیٰ کے علاوہ برعظیم ہندوپاکستان میں بھی بہت شدت کے ساتھ پھیلتے رہے فقہ اسلامی کے ان اثرات کو اس اتفاقی حادثے نے اور بھی ہمہ گیری بخشی کہ پچھلی صدیوں میں جہاں ایک طرف سلاطین آلِ عثمان کے زیر نگیں تمام مشرق وسطیٰ کے ممالک پر حنفی فقہ کا تسلط رہا وہاں اس طرف ہندوستان میں بھی حنفی فقہ کو ہی سرکاری قانون کی حیثیت حاصل رہی۔ نہ صرف یہ بلکہ اورنگ زیب عالمگیر جیسے مذہب سے واقف فرمانروا کی بدولت اس فقہ کو فروغ بھی حاصل ہوتا رہا۔ اور اس میں اضافے بھی ہوتے رہے۔

(۲)

اسلامی فقہ کے بارے میں عرصے تک مستشرقین اس خیال کا اظہار کرتے رہے۔ کہ اس کے اصول قانون روما سے ماخوذ ہیں۔ اور کئی مسلم اہل قلم کو اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے لئے قلم اٹھانا پڑا۔ جن میں مولانا شبلی نعمانی کا نام سرفہرست ہے۔

ان کے علاوہ عطیہ مصطفیٰ مشرفہ، صبحی محمصانی، حسن احمد الخطیب

LIBRARY JAMIA MILLIA ISLAMIA JAMIA NAGAR

وغیرہ کئی مصری اہل قلم نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ اور اس حقیقت میں اب مستشرقین کو بھی بہت کم شبہ رہا ہے۔ کہ فقہ اسلامی کسی دوسرے قانون سے ماخوذ نہیں بلکہ اسکی بنیاد براہِ راست قرآن و حدیث وغیرہ قانون اسلامی کے مسلمہ مآخذ پر قائم ہے۔ فقہ اسلامی کو روم کے قانون کی رو سے ممتاز حیثیت حاصل ہونے کی ایک محکم اور مضبوط دلیل فقہ کا قانون شفعہ ہے۔ قانون شفعہ اسلامی فقہ کے ان ممتاز قوانین میں سے ایک ہے جن کی نظیر دوسرے ممالک واقوام کے قوانین میں بہت کم ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ انگریزی دور کے ہندوستان میں جب مسلم شخصی قانون کے علاوہ دوسرے تمام قوانین کا سانچہ یا تو انگریزی قوانین کے مطابق ڈھالا گیا یا عرف وعادت پر ان کی بنیاد رکھی گئی تو قانون شفعہ کو مسلم شخصی قانون کے ہمسایہ ہی میں جگہ دی گئی حالانکہ شفعہ کا تعلق دراصل قانون معاملات سے ہے۔

مسلم شخصی قانون (قانونِ احوالِ شخصیہ) سے خارج ہونے کی بنا پر ہی یہ قانون کئی علاقوں میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو خاندانوں کے لئے بھی معمول رہا۔ اور ان کے عرف وعادت میں شامل ہونے کی وجہ سے آج بھی بہت سے ہندو خاندانوں کے مقدمات اسی قانون کی رو سے پیدا ہوتے اور اسی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف چونکہ یہ قانون مسلم شخصی قانون میں واضح طور پر شمار نہیں۔ اس لئے جہاں جہاں اسے چھوڑنے کا جواز پیدا ہو سکا۔ انگریزی عہد کے مقننین اس قانون کے نفاذ پر پابندیاں لگاتے رہے مثلاً مدراس کے ہائی کورٹ نے اس قانون کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ قانون شفعہ بائع اور مشتری کی شخصی آزادی پر ہر نا جائز پابندی ہے۔ اس لئے اس قانون کی بنا پر کسی کو فائدہ حاصل کرنے کی اجازت دینا قانون انصاف و مساوات کے منافی ہے دوسری طرف پنجاب کے بارے میں اس وقت کے قانونی ماہرین کی رائے یہ رہی کہ یہاں شفعہ کا جو رواج پایا جاتا ہے وہ قانون شریعت سے ماخوذ نہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ رواج اس علاقے میں کسی اور بنیاد پر قدیم سے چلا آرہا ہے۔ اس قانونی رائے کی بنا پر پنجاب کے لئے یہاں کے رواج ہر کسی حد تک مبنی قانونِ شفعہ

مرتب کیا گیا۔ جو دوسرے علاقوں میں رائج حنفی قانون شفعہ سے کئی امور میں مختلف ہے اس قانون میں بنیادی تصور زراعت پیشہ خاندانوں میں ملکیت اراضی کا تحفظ۔ اور چونکہ ملکیت اراضی کے دوسرے قوانین پنجاب اور سابق صوبہ سرحد میں یکساں اس لئے پنجاب ہی کا قانون شفعہ صوبہ سرحد میں بھی رائج کر دیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں صوبہ سرحد کے قانون ساز اسمبلی نے صوبہ سرحد کے لئے جداگانہ قانون شفعہ منظور کیا۔ جس کی رو سے شفعہ کے مستحق تقریباً وہی اشخاص قرار دیئے گئے جو حنفی قانون شفعہ کی رو سے مستحق قرار پاتے ہیں۔

(۳)

چونکہ صوبہ سرحد کے قانون شفعہ کا ڈھانچہ بنیادی طور پنجاب کے قانون شفعہ کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ اس لئے صوبہ سرحد کا قانون شفعہ بھی ملک کے دوسرے حصوں میں رائج حنفی قانون شفعہ سے کئی امور میں مختلف ہے یہاں ا باہم مختلف نقاط میں سے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) استحقاقِ شفعہ

حنفی قانون شفعہ کی رو سے مندرجہ ذیل اشخاص شفعہ کے مستحق ہیں:

ا۔ شریک جائداد شخص یا اشخاص

ب۔ شریک منافع و لواحق جائداد (خلیط)

ج۔ جار یعنی وہ شخص جس کی غیر منقولہ جائداد فروخت شدہ جائداد کے ساتھ متصل ہو۔

لے انگریزی دور کے ہندوستان میں رائج اصول قانون کی رو سے قانون شفعہ عرف و عادت کے ان قوانین میں شمار ہوتا ہے جن کا نفاذ قانون عدل و مساوات کی رو سے مناسب ہے۔ اور جن کے نفاذ یا عدم نفاذ کے بارے میں حکومت کے واضح احکام نہیں۔

سابق صوبہ سرحد کے قانون شفعہ نے یہ تین طبقے اسی طرح برقرار رکھے اور چوتھا طبقہ ان زمینداروں کا بڑھا دیا گیا جن کے موروثی مزارعین اپنے حقوق فروخت کر دیں۔[1]

(۲) بیع کی تعریف

قانون شفعہ میں بیع کی کوئی مستقل تعریف بتائی نہیں گئی۔ مگر چونکہ قانون معاہدہ میں بیع کی جو تعریف کی گئی ہے۔ وہ اس قانون میں بھی معتبر ہے قانون معاہدہ کی رو سے تبادلہ بیع کی تعریف میں شامل نہیں۔ اس لئے زمین کے تبادلہ کی صورت میں کسی فریق پر بھی شفعہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس حنفی قانون فقہ کی رو سے تبادلہ بھی بیع میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو مشتری قرار دے کر اس کے خلاف شفعہ کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ مستثنیات

صوبہ سرحد کے قانون میں مندرجہ ذیل صورتیں شفعہ سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔

---

[1] پنجاب کے قانون شفعہ میں شہری جائداد کے لئے حنفی فقہ کا اصول تسلیم کیا گیا ہے صرف حقوق ومنافع کی تفصیلات حنفی فقہ سے زیادہ دی گئی ہیں زرعی زمین کے لئے پنجاب کے قانون شفعہ نے اولاً نسبی رشتہ دار کو اور ثانیاً مالک یا موروثی مزارعین کو حق شفعہ دیا ہے کہ زمین زراعت پیشہ خاندانوں سے باہر نہ جا سکے۔

(پنجاب شفعہ ایکٹ دفعہ ۱۴۔ ۱۵)

اس قانون کی ایک جزوی نظیر اسلامی قانون شفعہ میں فقہ مالکی میں ملتی ہے۔ جس کی رو سے موروثی جائداد میں بائع کا بھائی چچازاد مشتری کے خلاف شفعہ کا مقدم ہے

[2] حنفی قانون شفعہ میں اس کی گنجائش اس لئے نہیں کہ شفعہ صرف جائداد اراضی کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ اور حقوق زراعت جائداد اراضی کی تعریف میں شامل نہیں ہو سکتے۔

ا۔ وہ بیع جو کسی عدالت کی طرف سے ڈگری کی تعمیل کے لئے کی گئی ہو۔
ب۔ گورنمنٹ کی طرف سے فروخت شدہ زمینیں۔
ج۔ وہ زمینیں جو کسی کمپنی کے لئے حکومت بذریعہ حکمنامہ حاصل کرے۔
د۔ ایسی زمینیں جسے حکومت وقتاً فوقتاً مستثنیٰ قرار دے۔
ھ۔ دکان برائے کنہسٹرا۔ کلب
و۔ دھرم سالہ، مسجد، گرجا وغیرہ خیراتی ادارے
ز۔ دو کنال یا اس کم رقبہ کی ایسی زمین جو کسی دیہات کے باشندے نے اپنے رہائشی مکان کے لئے خریدی ہو۔ اگر اس کا رہائشی مکان یا کنال یا اس سے زائد رقبہ کا موجود نہ ہو۔

حنفی قانونِ شفعہ کی رو سے ب اور د کی استثنا صحیح ہے اس لئے کہ ان زمینوں[1] کا حقیقی مالک کوئی نہیں جسے بائع قرار دیا جاسکے۔ مگر دوسری استثناؤں کے لئے صراحۃً کوئی گنجائش نہیں۔

م۔ متعدد شفیعوں میں درجہ استحقاق کا تعین

حنفی قانون کی رو سے ایک طبقہ کے کئی شفیع اکٹھے ہو جائیں۔ تو جائداد حاصل کرنے میں وہ برابر کے حصہ دار ہیں۔ (ہدایہ۔ کتاب الشفعہ۔ محمڈن لا دفعہ ۲۳۱) صوبہ سرحد کے قانونِ شفعہ کی رو سے اگر کئی شریک جائداد شفعہ طلب کریں تو جائداد ان میں ملکیت جائداد کے تناسب سے تقسیم ہوگی (صوبہ سرحد کا قانون شفعہ دفعہ ۱۳)

۵۔ ایکٹ کی رو سے اگر کوئی جائداد کسی ایسے شخص کو فروخت کی جائے جسے خود استحقاقِ شفعہ حاصل ہو تو اس کے مساوی یا اس سے کم درجہ کا استحقاق

---

[1] الف و ب کی استثناء کا مقصد یہ ہے کہ شفعہ ان کی صحیح قیمت کا اندازہ لگانے میں حائل نہ ہو۔ اور بوقت فروخت ان کی زائد سے زائد قیمت مقرر ہوسکے۔

رکھنے والا شفیع شفعہ کا حقدار نہ ہوگا۔ شفیع اس وقت بھی استحقاقِ شفعہ سے محروم قرار پائے گا۔ جب شفیع اس کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے ہی خریدار نے یہ جائداد ایسے دوسرے شخص کے نام منتقل کردی ہو جو شفیع کے برابر یا اس سے برتر استحقاق شفعہ رکھتا ہو۔ (ایکٹ دفعہ ۱۷)

حنفی فقہ کی رو سے جو شفیع استحقاق میں برابر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا مشتری ہونا دوسرے مساوی مستحقین کے حق شفعہ پر اثرانداز نہیں ہوتا۔

۶۔ غیر منقولہ جائداد کی تشریح میں بھی اختلاف ہے۔

مثلاً ایکٹ کے ماتحت عدالتی فیصلوں کی رو سے زمینوں کے بغیر خالی عمارات اور کارخانوں کی مشینری بھی غیر منقولہ جائداد میں شامل ہوتی ہے۔ نذیر احمد کا قانون شفعہ پنجاب بہ ذیل دفعہ ۳) مگر حنفی فقہ کی رو سے حق شفعہ کے لئے صرف اراضی غیر منقولہ جائداد ہیں۔

۷۔ قبل از بیع اطلاع

ایکٹ کی رو سے بائع کو چاہیئے کہ تاریخ فروخت سے تین مہینے پہلے شفعہ کے مستحقین کو باقاعدہ عدالتی نوٹس کے ذریعہ جائداد کی تفصیل قیمت اور ارادۂ فروخت سے مطلع کر دے اور پورے تین مہینے تک انتظار کرنے کے باوجود اگر شفیع کی طرف سے کوئی جواب نہ ملے اور بائع اسی تفصیل کے مطابق جائداد فروخت کر دے تو شفیع کا حق شفعہ باقی نہ رہے گا۔ (دفعہ ۱۹)

حنفی فقہ کی رو سے شفیع کا صراحتہً انکار بھی اس کے حق شفعہ کو باطل نہیں کر سکتا۔ حق شفعہ کا ثبوت بیع کے بعد ہوتا ہے اور قبل از ثبوت کسی کا حق ختم کرنا بے معنی ہے۔

۸۔ قانونِ میعاد

ایکٹ کی رو سے شفعہ کے لئے بیع کی تکمیل کی تاریخ سے ایک سال تک کے اندر اندر مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔

حنفی فقہ کی رو سے بیع پر مطلع ہو جانے کے فوراً بعد شفیع کے ذمہ یہ ظاہر کرنا لازم ہے کہ وہ مشتری کے خلاف شفعہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس بارے میں شفیع پر بہت سخت پابندی لگا دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے ایک طویل خط ایسا ملے جس کی ابتدا میں جائداد کی فروخت کی اطلاع تھی اور اس نے شفعہ کے بارے میں اپنا ارادہ ظاہر کئے بغیر خط کو اختتام تک پہنچایا اور پھر شفعہ کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کا حق شفعہ باقی نہیں۔ اس فوری اظہار کو طلبِ[1] مواثبہ کہتے ہیں۔

شفعہ کا ارادہ ظاہر کرکے اسے بائع مشتری یا جائداد کے پاس گواہ پہنچا کر ان کے سامنے یہ بتانا ہے۔ کہ میں اس جائداد پر شفعہ کے ذریعہ قبضہ کرنے کا مدعی ہوں (اسے طلب اشہاد کہتے ہیں)

طلب اشہاد کے بعد مقدمہ دائر کرنے کی نوبت آتی ہے۔ جسے طلب خصومت کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اس تیسری منزل کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں کی۔ مگر مجلۃ الاحکام العدلیہ نے اس بارے میں امام محمد کی اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ تیسری طلب طلبِ خصومت کے لئے بھی ایک مہینہ کے اندر اندر قاضی کی عدالت تک پہنچنا ضروری ہے[2]۔

۹ - قانونی حیلے۔

---

[1] حنفی فقہ کی مستند رائے اس بارے میں یہ ہے کہ مجلس کے اختتام تک ارادہ کے اظہار میں تاخیر قابل عفو ہے۔ اور سلطنتِ عثمانیہ کے مجلۃ الاحکام العدلیہ کے مرتبین نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ یہاں کلکتہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ ایک مقدمہ میں شفیع اطلاع سنتے ہی گھر گیا۔ تجوری کھولی (اور غالباً شفعہ کی رقم ادا کرنے کے لئے) اور اس میں سے روپیہ نکال کر شفعہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر عدالت نے اس بناء پر اس کا حق شفعہ نہ مانا کہ اتنی تاخیر غیر ضروری تھی۔

[2] مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ ۱۰۳۴

شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرنے اور شفعہ سے بچنے کے لئے شفیع اور مشتری دونوں کی طرف سے طرح طرح کے حیلے کئے جاتے ہیں یہ حیلے دو قسم کے ہوسکتے ہیں ایک وہ جہاں فریقین دھوکا کریں آپس میں عقد ایک طرح طے کریں اور قانون کی زد سے بچنے کے لئے قانونی کارروائی میں اصل عقد کے خلاف ظاہر کریں اس قسم کے حیلے غلط ہیں حنفی قانون میں اس کی اجازت نہیں اور اگر اصلی حالات کا انکشاف قانونی طور پر ہوجائے گا تو فیصلہ اسی کے مطابق ہوگا۔

دوسری قسم کے حیلے وہ ہیں جو شفعہ کی زد سے بچنے کے لئے باقاعدہ اختیار کئے جاتے ہیں۔

مثلاً پڑوسی کے شفعہ سے بچنے کی خاطر اس کے پاس ایک گز چوڑی زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھنا اور بقیہ زمین مشتری کے ہاتھ فروخت کردینا یا اسی طرح کا ایک تراشہ پہلے اسے ہبہ کردینا اور بعد میں بقیہ زمین بیچ دینا۔ اس قسم کا حیلہ حنفیہ کے ہاں قانوناً تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور شفیع شفعہ کے حق سے محروم ہوجاتا ہے۔ سابق صوبۂ سرحد شفعہ ایکٹ میں چند دفعات اس قسم کے قانونی حیلوں کی روک تھام کے لئے رکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شفیع اپنے سے کم درجہ کے استحقاق رکھنے والے شفیع کو اپنے ساتھ ملاکر مقدمہ دائر کرے تو اس کا حق ترجیح ختم ہوجاتا ہے۔[1] (کیونکہ یہ طریقہ عموماً اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ حق فائز والے کو دوسرے شریک سے مالی معاونت حاصل ہوسکے۔) اگر شفیع کسی اجنبی کو اپنے ساتھ شفعہ میں شریک کرے تو دونوں کا حق شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔

اسی طرح اگر خریدار خود شفعہ کا حق رکھتا ہو مگر وہ اپنے ساتھ کسی اجنبی[2] کو شریک کرکے خرید کرے تو اس کا حق ترجیح بھی ساقط ہوتا ہے۔[3]

---

[1] دفعہ ۱۸ [2] عموماً ایسی صورتوں میں اصلی خریدار اجنبی ہی ہوتا ہے اور شفیع کو استحقاق شفعہ کے ختم کرنے کی خاطر شریک کیا جاتا ہے۔ [3] دفعہ ۱۹

اگر عدالت کو یہ یقین ہو جائے کہ جو قیمت مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت ادا نہیں کی گئی۔ یا قیمت قرضہ کی صورت میں بہت زیادہ بتائی گئی ہے تو عدالت خود بازار کے مطابق قیمت متعین کر سکتی ہے اور اگر مشتری کو وہ قیمت منظور نہ ہو تو اصل بیع فسخ کی جائے گی۔

اگر عدالت کو یہ یقین ہو جائے کہ جائداد کا انتقال دراصل بذریعہ بیع تھا مگر شفعہ سے بچنے کے لئے ایسا معمولی ردو بدل کیا گیا جس کے ذریعہ یہ عقد بیع کی تعریف سے خارج متصور ہو تو عدالت اس عقد کو بیع قرار دے کر شفیع کو شفعہ کا استحقاق دے سکتی ہے۔

ایسے تمام حیلوں کی حیثیت (بہ استثنائے صراحۃً غلط بیانی کے) حنفی قانون شفعہ میں قانونی بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔

لمحات

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت الٰہی کی یہ بنیادی کتاب ہے
اس میں وجود، وجود کائنات کے ظہور، تدلی اور تجلیات پر بحث ہے
یہ کتاب عرصہ سے ناپید تھی۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے ایک قلمی
نسخہ کی تصحیح اور اس کے تشریحی حواشی اور مقدمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

قیمت - دو روپے

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد